بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین

اِنسانِ کامل

از

حضرت مولانا صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی چشتی قادریؒ

وصیت نامہ برائے مریدین و معتقدین

بوقت عزم سفر حج و زیارت مدینہ منورہ

۱۴/ سپٹمبر ۱۹۸۲ء مطابق ۲۵/ ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

نامِ کتاب : انسانِ کامل

مرتبہ : حضرت مولانا صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی چشتی قادریؒ

سن اشاعت اول : ۱۴/ستمبر ۱۹۸۲ء مطابق ۲۵/ذی قعدہ ۱۴۰۲ھ

سن اشاعت دوم : ۱۸/جنوری ۲۰۲۴ء م ۶/رجب المرجب ۱۴۴۵ھ

ناشر : خادم الفقراء رشید عبدالاعلیٰ عرفان کاظمی بندہ نوازی

صفحات : ۴۰

کمپیوٹر کمپوزنگ : عبید گرافکس، چھتہ بازار، حیدرآباد

طباعت : تنویر پبلشرس، حیدرآباد، فون: 7207838273

ملنے کے پتے

(1) H.No:- 18-12-419/M/50, Hafiz Baba Nagar, Kanchan Bagh, Hyderabad, Telangana, 500058, India, Mobile: 9298201390, 9959068706

(2) Kazim Series, Moghal Pura, Hyderabad. Mobile: 9177396593

(3) Khanqah Ganjina e Asrar, Hari Bowli, Sultan Shahi, Hyderabad. Mobile: 9177396593

(4) Khanqah e Chishtiya Quadria o Naseeria, Tadlakunta chandrayan Gutta Hyderabad. Mob: 9396702144.

انتساب

مجھ فقیر کی اس حسن خدمت کو میرے دادا جان قبلہ

حضرت صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

کے نام معنون کرتا ہوں جن کے فیضانِ کرم سے آج بھی ہمارا خاندان وقبیلہ فیضیاب ہو رہا ہے۔ پروردگارِ عالم کی بارگاہ میں دست بہ دعاء ہوں کہ یا مجیب الدعوات! میری اس خدمتگاری کا ثواب دادا جان

حضرت صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

و

والد گرامی حضرت صوفی شاہ رشید عبدالسمیع جلیلؔ چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ

و

والدہ ماجدہ حضرت سیدہ نجیب النساء رحمۃ اللہ علیہا

اور تمام خاندانِ رشیدی کی ارواحِ شریفہ کو پہنچا، جو تیری جوارِ رحمت میں تیرے فضل وکرم کے امیدوار ہیں۔ یا الہ العالمین میری دعاء اور اس کارِ خیر کو حضور سرکارِ دو عالم، رحمۃ اللعالمین، شفیع المذنبین، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اہل بیت اطہار وجمیع صحابہ کرام واولیائے امت (رضوان اللہ علیہم اجمعین) کے واسطہ، وسیلے سے قبول ومنظور فرما۔ (آمین ثم آمین)

خادم الفقراء

رشید عبدالاعلیٰ عرفان کاظمی بندہ نوازی

مرید خاص نبیرہ حضرت خواجہ بندہ نوازؒ حضرت سید شاہ ابراہیم محمد محمد الحسینی مدظلہ العالی

اللہ کا جمال ہے صورت رشید کی
کعبہ ہے عاشقوں کا یہ تُربت رشید کی

کام آئیں گے نہ جبہ و دَستارِ فکر و فن
دل میں اگر نہیں ہے محبت رشید کی

(حضرت سید شاہ نصیر الدین قادری نقشبندی ابوالعلائیؒ)

عرض ناشر

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ، نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ والہ الکریم۔

اما بعد!

صوفیاء کرام نے ہر دور میں لوگوں میں قلبی یگانگت کو پیدا کیا۔ روحانی ہم آہنگی سے دلوں کو ملایا اور منور کیا۔ بادہ پندار کے بھکے ہوئے انسانوں کو خدا رسیدہ بنایا۔ اسی راہ سلوک کے بزرگان دین میں میرے دادا جان محترم المقام حضرت صوفی شاہ محمد عبد الرشید غوثی چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ کا بھی نام آتا ہے۔

آپ نہ صرف سالک مجذوب، پیر کامل متقی و پرہیز گار شخصیت کے حامل تھے بلکہ قناعت و اطاعت، اکل حلال وصدق مقال کے ضابطہ کے پیش نظر ہر مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے خود بھی اور وابستگانِ سلسلہ کی تربیت کرتے ہوئے ساری زندگی بسر فرمادی۔ اور اسی انداز دلنشیں تعلیمات وتصانیف کی نشر واشاعت کے لئے اکثر مریدین ومعتقدینِ اہل سلسلہ کا مسلسل اصرار رہا اور اسی اصرار پر اللہ تبارک وتعالی نے مجھے سعادت عنایت فرمائی کہ اسی سلسلہ کی ایک پہلی کڑی جو آپؒ کا ایک مختصر رسالہ ''وصیت نامہ برائے مریدین ومعتقدین'' بنام ''انسان کامل'' طباعت کرنے کی احقر کو خدمت کا شرف حاصل ہوا اور وہ آج پایہ تکمیل کو پہنچا (الحمد للہ)۔ اس کاوش کے پیچھے میرا مقصد یہ ہے کہ وابستگانِ سلسلہ آپؒ (حضرت عبد الرشید غوثیؒ) کی تعلیمات ونصیحت آموز کلام کے ذریعہ اکتساب فیض حاصل کریں اور اپنے شیخ

کامل کی خدمت میں رہ کر منزل مقصود کو پہونچے۔ رسالہ کے مطالعہ سے بلاشبہ قاری پر حق گوئی کا انکشاف ہوگا کہ صوفیاءکرام کی صحبتوں سے نفس کو جو پاکی حاصل ہوتی ہے وہ کسی اور کی صحبت وسنگت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ ؎

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالع ترا طالع کند

ترجمہ: یعنی نیک وصالح فرد کی صحبت اور دوستی صالحیت اور پرہیزگاری کا باعث بنتی ہے اور برے افراد کی صحبت بھی برائی کی طرف لے جاتی ہے۔

آخیر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعاء ہے کہ جن جن لوگوں نے اس کارخیر میں دامے، درمے، قدمے، سخنے تعاون کیا ان کو دین و دنیا میں اجر عظیم عطا فرمائے اور ہمیں بزرگان دین کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین بجاہ طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

ناشر خادم الفقراء

رشید عبدالاعلیٰ عرفان کاظمی بندہ نوازی

(سجادہ نشین دوم حضرت عبدالرشید غوثیؒ وجانشینِ
حضرت رشید عبدالسمیع جلیلؒ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرفانِ رشید و انسانِ کامل

حامداً و مصلیاً و سلماً!

حقائق آ گاہِ معرفت دستگاہ علم نواز عرفاں طراز میرے چچا پیر حضرت مولانا صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی چشتی قادری علیہ الرحمہ (بی۔اے عثمانیہ) ریسرچ آفیسر حکومت مہاراشٹرا، حضرت کنز العرفاں ابوالایقاں مبلغ احساں حضرت پیر غوثی شاہ اکبری چشتی قادری اعلیٰ اللہ مقامہٗ کے خلفاء باصفا میں شمار کئے جاتے ہیں۔احقر راقم الحروف کو خانقاہ نوریہ (حضور نور المشائخ نبیرہ غوث اعظمؓ مولانا سید نوری شاہ چشتی قادری نور اللہ مرقدہٗ) میں آنے جانے اور خطاب فرماتے دیکھتے اور سننے کا موقع نصیب ہوا اور شرفِ قدمبوسی کی بھی سعادت حاصل ہوئی وہ دُبلے پتلے چھریرے جسم والے شیروانی میں ملبوس ٹوپی سے مزین، آنکھیں توحید سے سرشار و باوقار تھیں۔آپ کے حرکات وسکنات سے سادگی و سنجیدگی ظاہر ہوتی تھیں۔معارف کے اظہار میں زبان و قلم یکساں فیض رساں تھا۔مریدین کی تربیت کیلئے آپ بڑے حریص تھے۔ہمہ تن اُن کی تربیت کی فکر رہتی تھی۔جب آپ نے حج کعبۃ اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سفر کیا تو آپ نے ایک وصیت نامہ الموسوم بہ ''انسانِ کامل'' تحریر فرما کر مریدین و

معتقدین کے حوالے کیا۔ جو قیمتی ہدایات سے بھر پور پُر نور ہے جو معرفتِ حق کا ایک بیش بہا خزانہ ہے۔ خانقاہی انداز میں اصلاح وتطہیر قلوب کا جو سامان اس میں فراہم کیا ہے وہ ایک مرید ومعتقد کو اپنے شیخ ومرشد کی خدمت بابرکت میں زندگی کا ایک بڑا حصہ گزارنے کے بعد حاصل ہوسکتا ہے۔ نہایت خوبصورت پیرایہ میں حضرت چچا پیر علیہ الرحمہ نے دنیا کی بے ثباتی کا یقین دل میں پیدا کرتے ہوئے اور زندگی وموت پر غور کرنے اور معرفت کی راہ میں اپنی من پسند چیز لُٹانے کی ترغیب دیتے ہوئے اپنی ذات کی قربانی کو اولیت دی ہے۔ پاکیزہ اخلاق ، فکر کی بلندی اور خلوت نشینی اور مرشد کی تربیت کو مقصود کے حصول کا بہترین ذریعہ قرار دیا۔ باطن پر پوری نظر رکھنا کہ وہ ظاہر کی طرح عیاں ہوجائے اور عبادت کے ذریعہ اپنی چھپی ہوئی دینی طاقت کو تقویت بخشنا ہی کامیابی اور روحانی ترقی کا آزمودہ نسخہ ہے۔

ایک مرشد کامل کی حیثیت سے یہ نصیحتیں ایک ایسا دستاویز ہے جو سالکین راہِ طریق کیلئے نعمت غیر مترقبہ ہے۔ ہر وابستہ داماں کو چاہئے کہ وہ ان باتوں کو دل ودماغ میں پیوست کردے اور زندگی کا حرزِ جاں بنالیں کہ یہی مقصدِ تخلیق ہے۔ ''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴿٥٦﴾ ''(سورۃ الذاریت:۵۶)اور ہم نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر یہ کہ وہ ہماری عبادت کریں۔

مفسرین کرام نے لِیَعۡرِفُوۡنَ کی یوں تفسیر فرمائی کہ معرفت کیلئے جن و انس کو پیدا کیا گیا۔ بندہ کا کام ہے کہ اپنے جسم کو طاعت و عبادت میں مشغول کرلے جو جسم کا تقاضہ ہے اور اپنے قلب کو یادِ حق میں مصروف رکھے جو اسکا تقاضہ ہے اسی طرح روح کو دیدارِ الٰہی میں رکھے کہ اسکا تقاضہ یہی ہے۔ جسم کا تعلق معبودیت سے ہے قلب کا تعلق مقصودیت ہے اور روح کا تعلق موجودیت و مشہودیت ہے۔ نفس اللہ اللہ بولتا ہے، قلب اللہ ہی اللہ جانتا ہے اور روح اللہ اللہ کو دیکھتی ہے۔ نفس کا کام بولنا، قلب کا کام جاننا ہے، روح کا کام دیکھنا ہے۔

انیس ملت

ابوعمار حضرت مولانا عرفان اللہ شاہ نوری مدظلۂ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

تقریظ

حضرت سید شاہ ابراہیم محمد محمد الحسینی المعروف کاظم حسینی بندہ نوازی صاحب مدظلہٗ

آفتابِ رسالتؐ کے طلوع ہوتے ہی اس کی شعائیں تمام اقصائے عالم میں پھیلنے لگی۔ مجاہدین اسلام، علماء کرام اور اولیائے عظام جہاں جہاں جس خطہ ارض پر پہونچے انہوں نے تبلیغ دین کے فرض کو انجام دیا۔ ہندوستان جو کفر و شرک کا گہوارہ تھا۔ جس خطہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے ہند سے ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں، وہ ملک آفتابِ ہدایت کی روشنی سے پھر کیسے محروم رہ جاتا۔ چنانچہ خلفاء راشدین کے عہد مبارک سے ہی مبلغین اسلام ہندوستان کے مختلف علاقوں میں آنے لگے اور تبلیغ و اشاعت اسلام کے فرض کو انجام دینے لگے۔ یہاں اس بات کی وضاحت کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اشاعتِ اسلام، سلاطین اسلام کے ذریعہ زور وزبردستی یا لالچ سے نہیں ہوئی بلکہ اولیاء کرام نے اپنے حسن اخلاق، نیک کردار، انسانی ہمدردی و رواداری اور اُلفت و محبت اور شیریں کلامی سے اسلامی تعلیمات عوام تک پہنچائی۔

ہر صدی اور ہر دور میں کچھ ایسے پاکیزہ نفوسِ قدسیہ پیدا ہوتے رہے ہیں جنہوں نے مردہ قوم کے اندر زندگی کی روح پھونکی ہے اور برسوں سے سوئی ہوئی قوموں کو خوابِ غفلت سے جگا کر اُنہیں راہِ ہدایت دکھا کر منزل مقصود تک پہنچایا۔ یہ وہ مقدس ہستیاں تھیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے گمراہوں کی ہدایت، سرکشوں کی اصلاح اور حق و باطل کے درمیان امتیاز پیدا کرنے کے لئے پیدا فرمایا تھا۔ جنہوں نے اعلاء کلمۃ الحق کی خاطر اپنا سب کچھ راہِ خدا میں قربان کر دیا۔

انہیں عظیم بزرگوں میں ہندوستان کی تاریخ میں ایک ایسا روشن نام ایسی مقدس شخصیت جن کو سارا ہندوستان سلطان الہند، عطائے رسول خواجہ خواجگاں حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی ثم اجمیری غریب نواز رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامِ گرامی سے یاد کرتا ہے۔

آپ نے تمام اقصائے ہند میں جگہ جگہ ایک کامل منصوبے کے تحت اپنے خلفاء کو معمور کیا۔ جنہوں نے لاکھوں کی تعداد میں کفر و شرک کی ظلمت میں گھرے ہوئے لوگوں کو اسلام کی روشنی دکھائی اور آج ہندوستان میں انہی نفوسِ قدسیہ کی بے پایاں جدوجہد کا یہ ثمرہ ہے کہ تمام عالم اسلام کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ ہندوستان میں مسلمان ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اپنے ان بزرگوں، محسنوں کو اور ان کی تعلیمات کو فراموش کر چکے ہیں۔

اسی طرح دکن کی سرزمین پر بھی کئی اولیائے کرام نے تبلیغ و اشاعت اسلام کے لئے انتھک جدوجہد کی اوران ہی بزرگوں میں ایک نام نمایاں طور پر نظر آتا ہے جن کو سارا دکن قطب الاقطاب،شہبازِ دکن حضرت سید محمد حسینی المعروف بہ خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نام سے یاد کرتا ہے۔آپؒ اورآپ کی اولادوخلفاء کے قافلے تبلیغ واشاعت دین کے لے ہمیشہ سرگرم رہے۔مشائخ و صوفیاء کرام اپنے مریدوں اورنومسلموں کو گناہوں سے توبہ کرواکے خدائے واحد کی عبادت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کا عہد لیتے ۔ بے حیائی ، بد اخلاقی ،ظلم وزیادتی ،حقوق العباد کی پامالی اور بداعمالیوں سے بچنے کی تاکید کرتے اور باہمی اخوت ومحبت کی تلقین فرماتے ۔ نیز ذکرِ الٰہی ،تقویٰ و بزرگانِ دین سے عقیدت ومحبت کرنے اوراُن کے نقش قدم پر چلنے کی تاکید فرماتے ۔ان نصیحتوں کا اُن کے قلوب پر گہرا اثر ہوتا اور وہ دین اسلام میں جوق در جوق داخل ہوتے ۔ انہی نفوسِ قدسیہ کی کوششوں سے ہندوستان میں اسلام کوپھلنے پھولنے اوراجتماعی سطح پر دعوتِ اسلام کے کام کوآگے بڑھانے کے موقعے میسر آتے رہے اور وہ آگے بڑھتے رہے۔

انہی بزرگوں میں ایک بزرگ شیخ طریقت مخزن زہدوتقویٰ حضرت صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات گرامی بھی شامل ہے۔جنہوں نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بندگانِ خدا کواپنے رب سے ملانے کی پوری

پوری کوشش کی۔ آپ ہی کی کوششوں سے ہندوستان کے کئی شہروں میں طالبانِ حق وتشنگانِ معرفت الٰہی نے جامِ توحید پیا اور اپنے سینوں کو انوارِ الٰہی و عشق مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سیراب کیا۔ ایسے ہی صوفیاء میں سیرت و عملی کردار کی وہ خوبیاں نمایاں ہوتی ہیں جن کی مقناطیسیت اپنے معاشرے اور ماحول کے افراد کو اپنے دائرہ اثر میں لے آتی ہے۔ جہاں ایسی علوسیرتی اپنی مقناطیسی گرفت میں آنے والوں کو رفتہ رفتہ اور نہایت غیر محسوس تحریک و دعوت سے رجوع الی اللہ کی راہیں دکھاتی ہیں۔ ان راہوں کی قدرتی کشش بالآخر تیز رفتار پیش رفت پر آمادہ کردیتی ہے۔ صراطِ مستقیم، خم و پیچ کے بغیر صاف ستھری نظر آنے لگتی ہے۔ مراحل سفر آسان ہوجاتے ہیں اور منزل مقصود بہر استقبال خود چلی آتی ہے۔

زیر نظر رسالہ ''انسانِ کامل'' دراصل تشنگانِ معرفت وعلم الٰہی کی تشنگی کا ایک لطیف ازالہ ہے جن افراد کو بزرگانِ دین کے ناموں اور طریقت میں ان کے مقام کی تھوڑی بھی معرفت حاصل ہے انہیں اس حقیقت کا علم ہوگا کہ ان اولیاء کرام کا کس قدر عالی دماغ، زیرک طباع، استدراک وعرفان کے حامل اور یہ کتنے بڑے متبحر عالم تھے۔

مجھے خوشی ہورہی ہے کہ حضرت صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرہ اور رسالہ کی طباعت کی سعادت آپ ہی کے نبیرہ عزیزم مولانا صوفی شاہ محمد رشید عبدالاعلیٰ المعروف عرفان کاظمی بندہ نوازی کے حصہ میں آئی۔ موصوف

نے بڑی محنت اور جستجو سے حضرت کے تذکرہ اور رسالہ کو یکجا کیا۔ اب یہ رسالہ طباعت کے مراحل پر آ پہنچا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ الٰہی عزیزم عرفان کاظمی بندہ نوازی کو اخلاص کی برکتوں سے مالا مال فرما اور انہیں اپنے آبا واجداد کے نقش قدم پر ثابت قدمی سے چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین ثم آمین بجاہ طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

فقط

خاکپائے اہل بیتؓ

سید شاہ ابراہیم محمد محمد الحسینی المعروف کاظم حسینی عفی عنہٗ

حمد باری تعالیٰ

نہیں ہے کوئی اِلہٰ تجھ سا، وحید تو ہے، احد بھی تو
ہے تو ہی پروردگارِ مطلق، کریم تو ہے، صمد بھی تو

تمام ارض و سماء میں حمد و ثناء ہے تیری رواں دواں
حیات تجھ سے قیام تجھ سے، ازل سے تو ہے ابد بھی تو

میں علم و دانش کی منزلوں سے گذر کے دیکھوں تجھے کبھی
نظر کی بے تابیوں میں تو ہے، جنوں میں تو ہے خرد بھی تو

نہیں کسی کا شمار کوئی صفر برابر ہیں سب کے سب
حساب کا ماحصل یہی ہے اکائی تو ہے عدد بھی تو

بیاض شعر و سخن میں سارے بحور و اوزان ہیں تیرے
عروض و آہنگ میں بھی تو ہے، سبب ہے تو ہی، وتد بھی تو

حروف و صوت و صدا میں تو ہے یہ راز سب پر کھلے ذرا
میں پڑھ رہا ہوں کلام تیرا مرے لے ہے سند بھی تو

رشید عبدالسمیع ہوں میں جلیلؔ اُس پر ہے مستزاد
تجھے خبر ہے جسد ہوں خاکی، میں کیسے کہدوں جسد بھی تو

نورِ محمدؐ

خدا نے نور سے اپنے معظم کردیا تم کو
سراپا رحمتِ عالم بہ عالم کردیا تم کو

ہوا جب عرش پر قائم محمدؐ کہہ لیا یعنی
اسی نے حمد میں اپنی مجسم کردیا تم کو

تمہارا نور جب آئینہ بن کر روبرو آیا
ہوا وارفتہ کوئی یا مسلم کردیا تم کو

ملا نورِ محمدؐ پردۂ امکاں میں آدمؑ کو
ھوالا اول نے ہر شئے پر مقدم کردیا تم کو

کلام اللہ کی معجز بیانی کے تسلسل میں
روانی اس قدر آئی کہ پیہم کردیا تم کو

یہ دین اکمل ہوا تم سے، جو نعمت تھی تمھیں پہنچی
ازل ہی سے رسولو ں میں معظم کردیا تم کو

بیاں چپ ہے، قلم ساکت لکھے اب کیا جلیلؔ آگے
مقامِ قربِ حق آیا تو ہمدم کردیا تم کو

رشید عبدالسمیع جلیلؔ

تذکرہ حضرت شاہ محمد عبدالرشید غوثی رحمۃ اللہ علیہ

ابن محمد عبدالرسول صاحب ابن محمد عبدالرزاق صاحب

از: صوفی شاہ رشید عبدالسمیع جلیلؔ چشتی قادریؒ

ولادت باسعادت : حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ کی ولادت باسعادت ۷/ شعبان المعظم ۱۳۴۰؁ھ مطابق 6/اپریل 1922؁ء میں ہوئی۔

پہلا نکاح : حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ کی شادی آپ کے ماموں جان محمد عبدالواحد صاحب کی صاحبزادی غفور النساء عرف پاشاہ بیگم سے ۲۱/ جمادی الاول ۱۳۶۳؁ھ مطابق 15/مئی 1944؁ء میں ہوئی۔ حضرت قبلہ کے ماموں جان محمد عبدالواحد صاحب حضرت پیرغوثی شاہ صاحبؒ کے مرید تھے۔ محمد عبدالواحد غوثیؒ کی جستجو سے ہمارے خاندان کے بشمول ملہ راج پیٹ کے کئی افراد حضرت پیرغوثی شاہ صاحبؒ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوئے تھے۔

دوسرا نکاح : حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ نے دوسرا نکاح رحمت النساء بنت محمد علی صاحب سے کیا۔ رحمت النساء صاحبہ حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ کے مرید وخلیفہ جناب شاہ محمد ابومسعود علی صاحب کی حقیقی بہن ہوتی ہیں۔ شاہ محمد ابومسعود علی صاحب کا حضرت قبلہ سے اور ایک رشتہ ہم زلف (ساڑھو) کا بھی ہوتا ہے۔ آپ ہی نے اپنی خوشی سے اپنی حقیقی بہن کا رشتہ اپنے ہم زلف سے کروایا تھا۔

حضرت قبلہ کی اولادیں : حضرت قبلہ کو دونوں بیویوں سے کل ۱۲ اولادیں ہوئیں۔جن میں ۶ لڑکے اور ۶ لڑکیاں تھیں۔

حضرت شاہ محمد عبدالرشید غوثیؒ کی بیعت وخلافت : حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ کو کنز العرفان حضرت پیر غوثی صاحبؒ کے دست حق پرست پر بیعت کرنے کا شرف حاصل ہوا اور آپ ایک عرصۂ دراز تک حضرت پیر غوثی شاہ صاحبؒ کی تعلیم وتربیت میں رہے ۔مابعد تعلیم حضرت غوثی شاہ صاحبؒ نے آپ کو خلافت سے سرفراز کیا۔

حضرت صوفی شاہ محمد عبدالرشید غوثیؒ کو حضرت پیر غوثی شاہ صاحبؒ نے اپنی رہائش گاہ بیت النور واقع چنچل گوڑہ میں 10 / جنوری 1954ء بروز یکشنبہ کی شب کو خلافت عطا کی تھی۔اس محفل میں، میں (رشید عبدالسمیع جلیلؒ) بھی شریک تھا۔اسی محفل میں حضرت غوثی شاہ صاحبؒ کے فرزند حضرت صحوی شاہ صاحبؒ کی جانشینی کا بھی اعلان کیا گیا تھا۔میرے والد (رشید عبدالسمیع جلیلؒ) کے خالو حضرت فقیر محمد صاحبؒ بھی حضرت پیر غوثی شاہ صاحبؒ کے خلیفہ تھے۔

حضرت محمد عبدالرشید غوثیؒ نے خود اپنا تعارف کرواتے ہوئے اپنی ایک کتاب ''فیضانِ حق'' میں فرماتے ہیں۔

فقیر حقیر، گدائے بےنواء، خاک درِ جمیع اولیاء، سگِ اصحابِ کہف، ایں زماں یکے از کمترین غلام ہائے حضرت مولانا غوثی شاہ صاحب قدس سرہٗ العزیز دیہات کا پروردہ، بچپن ہی سے اپنے مولیٰ تعالیٰ کا عاشق جمال تھا۔معصوم معصوم خطوط مولیٰ کو لکھتا

اور پھاڑتا تھا۔یتیمی کے داغ نے مولیٰ تعالیٰ کی طرف بڑھنے کا راستہ اور قریب کردیا۔ زمانہ کی نیرنگیوں اور ظلم وستم نے شروع ہی سے میرے مولیٰ کے آگے مجھے آنسو بہانے کا عادی بنادیا۔ بے اسبابی میں اسباب بنتے گئے۔ ذرا ہوش سنبھالا تو ایسے لوگوں کی صحبت نصیب ہوئی جو ہر طرح سے مولیٰ تعالیٰ کے رنگ میں رنگے ہوئے تھے۔ایک طرف ہندوستان کے مشہور و معروف جلیل القدر اساتذہ کی صحبت نصیب ہوئی تو الحمدللہ دوسری طرف اپنے زمانہ کے مشہور و بزرگ ترین شخصیتوں کے زیر نگاہ انتخاب پروان چڑھنے کا موقع ملا۔اور آج جبکہ علم ظاہری و باطنی کے یہ ستون روپوش ہیں اور قضاء نے اُنہیں مجھ سے بظاہر الگ کردیا ہے۔مگر باطن انہیں کے فیوض و برکات کا وہ صدقہ نصیب ہے کہ کوزہ کو سمندر ہونے کا بار بار گمان ہوتا ہے۔(فیضانِ حق)۔

وصال مبارک حضرت صوفی محمد عبدالرشید غوثی رحمۃ اللہ علیہ:

حضرت کا وصال مبارک 6/نومبر 1984ء کو بروز سہ شنبہ مطابق 12/صفر المظفر 1405ھ بوقت 11:50 بجے دن ہوا۔

7/نومبر 1984ء کو بوقت 2:45 بجے بذریعہ ٹورسٹ سرویس عنبر پیٹ سے روانگی عمل میں آئی 6 بجے شام قصبہ مکہ راج پیٹ میں تدفین عمل میں آئی۔

نمازِ جنازہ: حضرت قبلہ کی نماز جنازہ مکہ راج پیٹ کی جامع مسجد میں ہوئی۔آپ کی نماز جنازہ جامع مسجد مکہ راج پیٹ کے خطیب و امام حضرت مولانا سید شہباز حسینی صابری صاحب نے پڑھائی۔آپ کی نماز جنازہ میں مریدین، معتقدین، خلفاء اور

افرادِ خاندان کی کثیر تعداد شریک تھی۔

فاتحہ سیوم: حضرت قبلہ کی فاتحہ سیوم جامع مسجد مکہ راج پیٹ میں 8/نومبر 1984ء بروز جمعرات بعد نمازِ ظہر مقرر تھی۔ بعد ظہر ختم قرآن مجید، بعد نمازِ عصر فاتحہ خوانی، نذر و چادر گل وسلام پیش کیا گیا۔ بعد مغرب تناول طعام کا اہتمام کیا گیا۔

فاتحہ دہم: حضرت قبلہ کا دہم 15/نومبر 1984ء مطابق 21/صفر 1405ھ بروز جمعرات عمل میں آیا۔

فاتحہ چہلم: حضرت قبلہ کا چہلم 13/ڈسمبر 1984ء بروز جمعرات بوقت 4 تا 5 بجے شام مجلس ختم قرآن منعقد ہوئی، مغرب کے قریب چادر گل پیش کی گئی۔ سید سردار علی حسینی صاحب اور سید مرتضیٰ صاحب دونوں خلفاء کی جانب سے غلافِ مبارک پیش کیا گیا۔ بعد پیشکشی غلاف مبارک و چادر گل کے سلام پڑھا گیا۔

رسم جانشینی حضرت شاہ رشید عبدالسمیع جلیلؒ: ۔ فاتحہ چہلم کے دوسرے دن یعنی 14/ڈسمبر 1984ء کو بعد نمازِ جمعہ گھر میں رسم جانشینی عمل میں آئی۔ پھر 4 بجے شام مزار پر حاضری ہوئی۔ چادر گل اور سلام پڑھا گیا۔ ماموں پاشاہ حضرت سید شاہ نصیر الدین قادری ابوالعلائی صاحب اور سردار علی صاحب نے منظوم خراجِ عقیدت پیش کیا۔ امام و خطیب جامع مسجد قصبہ مکہ راج پیٹ حضرت مولانا سید شہباز حسینی صابری صاحب نے نعت شریف پیش کی اور رشید عبدالاعلیٰ عرفان کے لئے خصوصی دعا کی گئی۔

حضرت محمد عبدالرشید غوثی رحمتہ اللہ علیہ کے ازواج واولاد:۔حضرت قبلہ کے دو بیویاں تھیں۔

(۱)غفورالنساءعرف پاشاہ بیگم صاحبہ

(۲)رحمت النساءبیگم صاحبہ

☆ پہلی زوجہ غفورالنساءعرف پاشاہ بیگم صاحبہ سے چھ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں۔

لڑکوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) رشید عبدالسمیع عرف جلیلؔ

(۲)رشید عبدالفتاح عرف وکیل

(۳)رشید عبدالنور عرف امین

(۴)رشید عبدالرسول عرف سلیس

(۵)رشید روح القدوس عرف شکیل

(۶)رشید عبداللہ اکبر عرف مدینہ

دولڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱)رشید فاطمہ طلعت عرف بڑی بی بی

(۲)رشید فرخندہ صالحہ عرف چھوٹی بی بی

☆دوسری زوجہ رحمت النساءبیگم صاحبہ سے چار لڑکیاں پیدا ہوئیں۔

چار لڑکیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

(۱) رشید کلیم ساطع عرف عذرا

(۲) رشید گوہر سارہ عرف اسریٰ

(۳) رشید امۃ الخیر عرف ارشدہ

(۴) رشید عمیرہ مریم عرف ماجدہ

حضرت قبلہ کے خلفاء:۔ حضرت قبلہؒ کے مریدین کی کثیر تعداد ہے جو حیدرآباد کے علاوہ ہندوستان کی تقریباً ریاستوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔ حضرت قبلہ نے زندگی بھر اپنے مریدین کو سلوک کی تعلیم و تربیت سے آراستہ کیا ہے۔ بعد ازاں تعلیم و تربیت حضرت قبلہ نے گیارہ مریدین کا انتخاب فرما کر خلافت سے سرفراز فرمائے جو آپ کے بزرگانِ سلسلہ کی سنت و طریقہ کار ہے تا کہ وہ خلفاء تعلیمات اسلام کو دیگر امت محمدیہ کے افراد کے قلوب میں منتقل کریں۔ خلفاء کے نام درج ذیل ہیں۔

۱۔ فرزند اکبر و جانشین سلسلہ عالیہ شاہ رشید عبدالسمیع جلیلؒ (ایم۔اے)

۲۔ جناب محمد یوسف عرف صدیق شاہ صاحب (پربھنی)

۳۔ جناب شاہ ابو محمد مسعود علی صاحب (یاقوت پورہ کالونی، حیدرآباد)

۴۔ جناب شاہ سید سردار علی معروف ''بہ حسینی پاشاہ'' صاحب (حیدرآباد)

۵ مولانا صوفی اسرار اللہ شاہ صاحب (حیدرآباد)

۶۔ الحاج شاہ سید برہان الدین صاحب (اورنگ آباد)

۷۔ جناب شاہ صوفی محمد اسماعیل گونڈوی صاحب (بمبئی)

۸۔جناب شاہ عبدالصمد صاحب (چیتا کیمپ بمبئی)

۹۔جناب سید مرتضیٰ معروف بہ ''ذوالفقار شاہ'' صاحب (قلعہ گولکنڈہ، حیدرآباد)

۱۰۔جناب شاہ نظام الدین معروف بہ ''خسرو شاہ نظامی'' صاحب (پربھنی)

۱۱۔مولانا شاہ شیخ وزیرالدین افتخاری صاحب (پربھنی)۔

چند مرید خاص جو تادمِ آخر حضرت قبلہ کی خدمت میں رہے۔

۱)احمد علی صاحب (محبوب نگر)

۲)سید محمود علی قیصر صاحب (محبوب نگر)

۳)میر مومن علی صاحب (جہاں نما، حیدرآباد)

۴)محمد عبدالواسع صاحب (مکہ راج پیٹ، میدک)



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ ﴿۱۳﴾ (سورۃ الانفطار)

بے شک مقربین ہر حال میں لذت و نعمت میں ہیں

(نوٹ): اس مضمون میں اُن اصحاب سے تخاطب ہے جو اس عالم ناسوت کی قید سے، جو قید آہنی سے بھی سخت تر ہے، رہائی و خلاصی کا عزم بالجزم کرلیں اور تجلی الٰہی کا شائق بن جائیں جو اشخاص یہ قصد نہ رکھتے ہوں ان کے ساتھ نہ ہمارا تخاطب ہے نہ وہ اس مضمون کو سمجھیں گے نہ اُن کو ذوق حاصل ہوگا۔

ایں کلام از زبانِ مرغان ست
بے سلیماں نمی تواں دانست

الحمدللہِ رب العالمین۔ تمام حمد و شکور اور مدح و ثناء خدا کی طرف سے، خدا ہی کے واسطے ہے۔ وہی بالذات مدح، مادح اور ممدوح ہے۔ وہی کُل اور کل کے اندر ساری ہے بایں ہمہ کُل سے منزّہ ہے اور بغیر اتحاد و حلول کے ہر ایک ذرہ ذرہ میں اسی کا وجود ہے۔

بلا حلول بہ غوثی رسید آں جاناں

جو اہلِ طریقت اور صوفیاء حلول و اتحاد کا گمان رکھتے ہیں وہ سخت غلطی اور خبط میں پڑ گئے ہیں ۔۔۔ تمام عالم کا خلاصہ انسان ہے اور انسانوں کا خلاصہ عقلاَء ہیں اور عقلاَء کا خلاصہ علماء اور علماء کا خلاصہ طالبانِ حق ہیں۔

طالبانِ حق کا خلاصہ عارفین ہیں۔ اگر تم نے ایک ہزار حج کئے اور ایک کروڑ روپیہ خیرات میں صرف کیا اور سو برس روزہ بھی رکھا اور رات دن نمازیں پڑھیں اور تمام کتب سماوی کی تلاوت بجالاے اور تمام علوم وفنون حاصل کئے مگر معرفتِ حق حاصل نہ کی تو کچھ بھی نہ کیا۔ ساری عمر برباد کی۔ بہ مصداق آیت لَیۡسَ الۡبِرَّ اَنۡ تُوَلُّوۡا وُجُوۡھَکُمۡ قِبَلَ الۡمَشۡرِقِ وَ الۡمَغۡرِبِ (سورۃ البقرہ ۱۷۷) (کمال نیکی بس یہی نہیں ہے کہ منہ اپنا مشرق یا مغرب کی طرف کرلیا (یعنی نماز روزہ ہی کو کمال سمجھ بیٹھا) اسی واسطے تم کو چاہیئے کہ اپنی موت وزندگی میں ہمیشہ غور کریں اور معرفتِ الٰہی کے حاصل کرنے میں کوشش شروع کردیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ ۬ؕ وَ مَا تُنۡفِقُوۡا مِنۡ شَیۡءٍ فَاِنَّ اللّٰہَ بِہٖ عَلِیۡمٌ ﴿۹۲﴾ (سورۃ آل عمران: ۹۲) ''جب تک تم ان چیزوں میں سے جو تمہیں عزیز ہیں راہِ خدا میں صرف نہ کروگے کبھی نیکی حاصل نہ کرسکوگے اور جو چیز تم صرف کروگے خدا اس کو جانتا ہے''۔

ہر مفسر کی تفسیر یہی ہے کہ جس چیز سے دل بہت لگا ہو اس کا خرچ کرنا بڑا درجہ ہے اور ثواب ہر چیز میں ہے بھائی! دنیا دل لگانے کی چیز نہیں ہے۔ یہاں کی ہر چیز فانی ہے۔ کیسے کیسے حسین، مہوش، مالدار، حاکم، بادشاہ اس جہاں میں آئے اور چلا گئے۔ روز مرہ اپنے اردگرد کا حساب لو دیکھو کہ

تمہارے محبوب اب کہاں ہیں ۔ وہ لوگ جنہوں نے اس دنیا سے دل لگایا خوب کمایا، کھایا، پیا، بال آخر ساری جائیدادیں چھوڑیں اور گوشۂ گمنامی میں دفن ہوکر خاک ہو گئے ، نہ دنیا ان کے ساتھ آئی تھی نہ دنیا ان کے ساتھ گئی ۔

دنیا کیا ہے؟ زن، زر، زمین جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ وَ الْبَنِيْنَ وَ الْقَنَاطِيْرِ الْمُقَنْطَرَةِ مِنَ الذَّهَبِ وَ الْفِضَّةِ وَ الْخَيْلِ الْمُسَوَّمَةِ وَ الْاَنْعَامِ وَ الْحَرْثِ ؕ ذٰلِكَ مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَ اللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الْمَاٰبِ ﴿۱۴﴾ (آلِ عمران: ۱۴) ترجمہ: ’’لوگوں کو ان کی خواہشوں کی چیزیں یعنی عورتیں اور بیٹے اور سونے و چاندی کے بڑے بڑے ڈھیر اور نشان لگے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتیاں بڑی زینت دار معلوم ہوتی ہیں ۔مگر یہ سب دنیا کی زندگی کے ہی سامان ہیں ۔ حالانکہ خدا کے پاس بہت اچھی پناہ گاہ ہے ۔اُن سے فرمایئے کہ بھلا میں تم کو ایسی چیز بتاؤں جو ان چیزوں سے کہیں بڑھ کر اچھی ہو، سنو، جو لوگ متقی ہیں ۔ان کے لئے خدا کے پاس بہشت کے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور پاکیزہ عورتیں ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ کی رضا ان کو نصیب ہوگی اور خدا تو اپنے تمام بندوں کو دیکھ رہا ہے ۔‘‘ برادر طالبِ حق پر دنیا رنگ برنگ سے ظہور کرتی ہے

کبھی موافق بن کر آرام پہنچاتی ہے اور کبھی معشوقہ کی طرح ناز و کرشمہ دکھاتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے " اے دنیا تو زرد رنگ ہو یا سرخ رنگ ہو، پلٹ جا، میرے علاوہ کسی اور کو دھوکہ دے کیونکہ مجھ پر تیری حقیقت کھُل گئی ہے۔ میں تیرے دھوکہ میں نہیں آسکتا "۔ یوں سمجھو کہ طالب و مطلوب، محب و محبوب، عاشق و معشوق کے درمیان دنیا ہزار در ہزار نقش و نگار کا پردہ ہے۔ اگر پردہ کے ہی تماشہ میں آدمی رہ گیا تو اندر کے جمال سے محروم ہوا اور اگر یہ پردہ ہٹا دیا تو اندر کے جمال سے سرفراز ہوا۔

اسی لئے کہا گیا ہے کہ مردانِ حق کو چاہیئے کہ تنہائی اختیار کریں تاکہ حق ان کا یار بنے اور جب حق یار ہوا نفس بیکار ہوا۔ جس کو عُزلت کی عزت نصیب نہ ہوئی اس کو کچھ بھی نصیب نہیں ہوا۔ اور جس نے قناعت کا منہ نہ دیکھا اسکو کچھ بھی نہ ملا۔ کیونکہ خلوت ہی سے صفاء باطن حاصل ہوتی ہے۔ طالبِ حق کے لئے تو اس قدر مختصر دنیا کافی ہے کہ جب وہ رات کو سونے کے لئے لیٹے تو اس کے پاس ضرورت سے زائد کپڑا یا اور قسم کی دنیاوی چیزیں زائد از ضروریات نہ ہوں۔ نہ اس کے دل میں کسی کی خاص دوستی و دشمنی ہو نہ کسی کے لئے اس میں شہوت و غضب و غصہ و رنج کا جذبہ ہو۔ لہذا تقرب حاصل کرنے کی پہلی شرط یہی ہے کہ تم اپنی پسندیدہ محبوب چیزوں کو خدا کے لئے خرچ کردو۔ اہل اللہ

کے پاس دنیا کی تعریف یہی ہے کہ ہر وہ چیز جو تمہیں حق سے باز رکھے اور غیر حق میں مشغول کر دے وہ دنیا ہے جیسا کہ عارفِ رومیؒ فرماتے ہیں۔

چیست دنیا از خدا غافل بودن
نے قماش ونقرہ وفرزندوزن

بادی النظر میں تو یہ دنیا اور دنیا کے لوازمات ہیں جس کا خلاصہ اوپر کیا گیا۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ سب سے بڑھ کر محبوب چیز آدمی کی اپنی ذات ہے۔ اس کی ہستی ہے۔ یعنی اپنی ذات کو خرچ کرو۔ کیونکہ ذات سے زیادہ محبوب چیز کچھ نہیں ہے۔ اگر ایسا نہ کیا گیا تو جانوروں سے بھی زیادہ گمراہی ہے کہ وہ اپنی ذات کے علم سے ناآشنا ہیں اور تم بھی اسی راستہ پر زندگی گزار رہے ہو۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ''جس نے اپنے نفس کو پہچانا، اس نے خدا کو پہچانا'' خدا کی طرف پہنچانے والا راستہ بجز اپنی نفس کی معرفت کے اور کچھ نہیں ہے۔ حق کا راستہ اور اس کی معرفت نہ مرشد میں ہے نہ کتابوں میں بلکہ یہ صرف طالب کے اندر ہے۔ لہذا طالب اسکو اپنے اندر تلاش کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جس نے مرشد کو پہچانا یا کتابوں کو پہچانا اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ راستہ خود طالب کے اندر ہے۔ نہ مرشد میں نہ کتاب میں، اور نہ زمین وآسمان میں، جو شخص اپنے غیر میں حق کو تلاش کرے اس کی

مثال ایسی ہے جیسے کسی کے سر پر تاج ہو۔اور وہ بھول کر ساری دنیا میں تلاش کرتا پھرے تو کیسے پائے گا اور جب کوئی اس کو بتادے کہ تیرا تاج تیرے سر پر ہی ہے اور اپنے ہاتھ سے نکال کر یعنی محسوسات میں لاکر اس کے ہاتھ میں اس کا تاج دیدے تب وہ واقعی خبردار ہوگا اور اپنے تاج کی حفاظت میں لگ جائیگا۔بس یہی کام مرشد کامل انجام دیتے ہیں ۔اور تم بتاؤ کہ اس کے لئے کتنی دیر لگتی ہے؟ ۔۔۔۔اس لئے اس پر حیران مت ہو کہ بعض اہل اللہ مثل حضرت محبوبِ الٰہیؒ نے جو ارشاد فرمایا کہ ''میرے پیرؒ جو زمان ومکان اور سال وماہ اور روز وشب اور ہندوستان وترکستان سے بالاتر ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ میں ایک لمحہ اور لحظہ میں عاشق کو معشوق سے ملاتا ہوں''۔اس بات کو عاشقِ حقیقی ہی جانتا اور سمجھتا ہے۔

راہ گیر ایسا مضبوط اور مستعد ہونا چاہئے جو کسی منزل میں آرام نہ کرے اور غلبہ حق کی حضوری میں حاضر ہوجائے اور حضوری بغیر مرشد برحق کی عنایت کے حاصل نہیں ہوتی ۔اس واسطے لازم ہے کہ پہلے کسی شیخ کامل کے ہاتھ میں ہاتھ دے اور ان رموز واشارات کی تلقین حاصل کرے اور اپنے شیخ کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے کہ اس کا تمام مقصود ومطلوب شیخ ہی کی عنایت پر موقوف ہے۔اور تمام عالم میں نہ اس کے شیخ سے بڑھ کر کوئی ولی و بزرگ ہے

اور نہ اس کو خدا تک کوئی دوسرا پہنچانے والا ہے۔

اگر دوسرے شیخ کو یہ اپنے شیخ سے بڑھ کر سمجھے گا تو اس کی ارادت درست نہ ہوگی نہ مقصود حاصل ہوگا۔ اس لئے شیخ و مرشد اسی کو بنائے جو حقیقت میں واقعی طور پر کامل و مکمل اور اکمل ہو۔ اور جس کا اعتقاد دل سے قائم رہے۔ جس شہر و قریہ میں مرشدِ کامل نہ ہو، طالبِ صادق وہاں ایک لمحہ نہ ٹھیرے اور اس کی تلاش کرتا رہے۔ جب وہ مل جائے تو اس کی خدمت اور صحبت کو لازم پکڑ لے۔ زبان اور کان بالکل بند کرلے۔ اگرچہ وہ شیخ کامل اس کی طرف متوجہ نہ ہو اور اس سے بات چیت بھی نہ کرے۔ کیونکہ جب وہ خالی الذہن ہوکر خود بخود کوئی بات کریگا تو اس میں تمہارا ہی سبق ہوگا۔ لہذا تم کو ایسے شخص کی تمام باتیں نہایت غور و خوض کے ساتھ خیال کرنا پڑے گا اور ان پر عمل پیرا ہونا ضروری ہوگا۔ شیخ کامل وہی ہے جو شریعت، طریقت، حقیقت اور معرفت کا جامع ہو اور ان کا جامع نہ ہوگا وہ ناقص ہے۔ انسان کا خاصہ ہے کہ جب یہ پوری توجہ اور میلان کے ساتھ کسی شیخ کی طرف متوجہ ہوگا تو اس کا رنگ، اسی کے صفات اور اسی کا عمل اختیار کریگا۔ انسان کے اندر یہ خاصیت رکھنے سے حق تعالیٰ جل شانہ کا یہی مقصد ہے کہ انسان بالآخر حق کی طرف متوجہ ہوجائے۔ غیر کے وہمی نقوش لوحِ دل سے محو کردے تاکہ حق ہی حق کا ظہور ثابت ہوجائے۔

عاقل وہی ہے جو ہمیشہ حق کی طرف مائل اور اس کی فکر میں مستغرق ہو اور اپنے نفس کی طرف نظر نہ کرے۔ جب تم ہمیشہ حق کے ثابت کرنے اور غیر کے نفی کرنے میں مشغول ہو جاؤ گے تو تم کو یقین ہو جائے گا کہ خدا ہی موجود ہے۔ اس کے سوا کسی کو وجود ذاتی نہیں ہے۔ ظاہر و باطن وہی ذاتِ واحد ہے۔ ایک لمحہ اس فکر کے بغیر نہیں رہے گا اور یہی فکر تمہارے اندر ایک عجیب مسرت وسکون واطمینان ولذت کی حالت پیدا کرے گی۔ تمام رنج وغم سے تم کو راحت نصیب ہوگی۔ نہ ایک لاکھ روپیہ آنے پر آپے سے باہر ہو جاؤ گے نہ تین دن کے فاقہ پر بھی تمہیں شکوہ ورنج کا احساس ہوگا۔ بلکہ ہر دو حالت میں تم اپنے آپ کو سارے جہاں سے بڑھ کر پاؤ گے۔ اور تمام کائنات عرضی و سماوی کو اپنی پشت پا کے برابر رکھو گے۔ پھر تم ایسی بقا کے ساتھ باقی رہ جاؤ گے جس کے بعد فنا نہیں ہے۔ اور تم ہی وہ زندہ مومن ہو جو کبھی مرتا نہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے ''اَلْمُؤْمِنُ حَيٌّ فِي الدَّارَين'' مومن دونوں جہاں میں بھی زندہ ہے وہ کبھی مرتا ہی نہیں!۔۔ تُخَلِقُوا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ۔ اللہ کے اخلاق پیدا کرو۔ اسی بات کی طرف اشارہ ہے۔ اس رمز کو سمجھو اور پانے کی کوشش کرو، جس کی طرف ہم اشارہ کر رہے ہیں۔ یہی تمہاری مراد اور یہی تمہارا مقصد ہونا چاہیئے کہ خلیفتہ اللہ کا جامہ اسی وقت پہن سکتے ہو۔ ورنہ

آدم علیہ السلام کی ہر اولاد خلیفۃ اللہ بن کر اس دنیا میں تشریف نہیں لائی۔ ''اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ'' افضل جانوروں سے بھی بدتر ہیں۔ ارشاد خداوندی انسانوں کیلئے ہی وارد ہوا ہے۔ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾ (سورۃ المؤمن: ۶۲) پس کہاں اپنے اپنے خیالات میں بھٹکے جارہے ہو؟ رستہ پر آؤ اور صراط مستقیم سے لگ جاؤ۔

رہ دو قدم ہے اپنے تئیں رکھ کے یک قدم :: دو بے قدم یار کے کوچہ میں دھر کمالؔ

(حضرت دادا پیرؒ)

۔۔۔۔۔۔رونا اسی بات کا ہے۔ اپنی ذات، اپنی خودی، اپنے نفس کو درمیان سے ہٹاؤ۔ اپنے زعم ہستی کو دور کردو۔ انسانِ کامل سے بس یہی سبق حاصل کرو۔ اس سے ہٹ کر کسی قسم کا بھی سبق حاصل کرنا عمر کھونا اور زندگی برباد کرنا ہے۔ سوائے ندامت وتشویش کے کچھ ہاتھ آنے والا نہیں ہے۔ جس کے نزدیک دوست اور دشمن، حسن وقبیح، ہنسنا اور رونا، جفا وعطا، مدح وذم، دولت وفقر برابر ہوجائے اور تمام رنج وغم قیود وتعلقات سے جدا ہوکر دائمی فرحت حاصل کرکے، عادت وطبیعت کی غلامی سے رہائی حاصل کرلے اور رسم ورواج وپابندی، سماج کے بندھنوں سے بالاتر ہوکر اخلاق پاکیزہ اور افکارِ عالیہ کا پرچم لہرا کر آزادی اور چھٹکارا حاصل کرلے وہی انسان کامل ہے۔

آب رحمت چیست گو پاک از ہمہ

مردِ عارف کیست بے باک از ہمہ

ایسا شخص کبھی اپنے جسد و قالب کی زینت و آراستگی میں مشغول نہ ہوگا ، تمام ، دنیاوی تعلقات کو جلا کر ہی ہر قسم کی لذت و تمنا کو چھوڑ کر ہی واصل بحق ہوگا۔ ان تعلقات کو جلانے کی ترکیب یہی ہے کہ ہمیشہ اس فکر میں مستغرق رہو کہ "میں کون ہوں، عالم کیا ہے، کہاں سے آیا ہوں، کہاں جا رہا ہوں، اب کیا ہوں، کیا بن سکتا ہوں"۔۔۔۔ جو اس فکر میں مداومت کریگا حق تعالیٰ ضرور اس پر راستہ کھولے گا "وَ الَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ" (سورۃ العنکبوت: ٦٩) حق تعالیٰ ضرور اس پر اپنی تجلی ظاہر فرمائے گا۔ پھر وہ جان لے گا کہ تمام اشیاء کا وجود حق کے وجود ہی سے ہے اور حق تعالیٰ کے سواء کوئی وجود بالذات ہرگز نہیں ہے۔ کثرت اور دوئی سے خالص ہونا ہی آبِ حیات پینا ہے جس پر وحدت منکشف نہیں ہوئی وہ حرام موت مر گیا۔ جس نے خدا کے سوا کچھ نہ دیکھا اس نے آبِ حیات نوش کیا۔۔۔ اور ہمیشہ کے واسطے زندہ ہوگیا۔۔۔ آبِ حیات ظلمات میں ملتا ہے۔ ڈھونڈنے سے خدا بے شک ملتا ہے۔ اور اسی ظلماتِ ناسوت میں ملتا ہے۔ الحمد للہ خضر آج بھی موجود ہیں۔ مگر کوئی ذوالقرنین ہی نہیں جو ان کا ساتھ دے سکے۔ حضور صلی

اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے۔''احبادِ فا ارواحنا '' ہمارے اجساد ہی ہماری ارواح ہیں۔جس شخص کی یہ حالت نہ ہو نہ وہ انسانِ کامل ہے نہ یہ عالم اس کے لئے آبِ حیات ہے بلکہ زہر ہلاہل ہے۔جاہل یہ خیال وگمان کرتا ہے کہ وجود عنصری زائل ہونے کے بعد روح چلی جاتی ہے۔ یہ نہیں جانتا کہ روح کسی جگہ سے آئی نہیں جہاں چلی جائے۔ہوا سے بھرے ہوئے کسی بوتل کوتوڑ دو۔ہوا کہاں چلی گئی اور کہاں سے بوتل میں آئی تھی؟ پس روح اپنے کمال لطافت کے ساتھ مخفی ہے۔علمِ الٰہی کے نصیب ہونے پر تمہیں اسکا ادراک ہوگا۔ ؎

جو پہچانے روح کو کامل ہے وہ
عارفوں کو آخری منزل ہے وہ

۔۔۔اپنے قلب سے میں اور تو، یہ اور وہ، نکال دو اور سمجھ لو کہ یہ ایسا سانپ ہے جس سے بچنا اور دور رہنا ضروری ہے۔اس عالم پر وہی شخص مفتون ہے جو اس پر پسندیدگی اور غیریت کی نظر رکھتا ہے اور جو اس کو فنا و زوال کی نظر سے دیکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ یہ عالم صرف طلسم نظر ہی ہے۔اس کی نظر ہمیشہ ذاتِ حقہ پر رہتی ہے۔وہ ہر وقت اور ہر حال میں خوش رہتا ہے اور عالم کی ہر شئے سے لذت و ذوق حاصل کرتا ہے۔تخیلات کی نسبت ذات حق سے ایسی ہے جیسے امواج کی نسبت دریا سے، عارف وہی ہے جو ان تخیلات کے پردے

اُٹھا کر ہمیشہ حق کا نظارہ کرے ورنہ وہ ناواقف اور عملاً مشرک ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے۔ "وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَ هُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾" (سورۃ یوسف :۱۰۶) اکثر لوگ جو ایمان لاتے ہیں وہ ابھی مشرک ہی رہتے ہیں۔!!۔۔جی ہاں، ارشاد خداوندی ہے۔اس بھول میں مت رہ جانا کہ مسلم ہوئے مومن بنے، صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرلی، زاہد بنے، متقی بنے، مرشد و عارف بھی کہلائے مگر ہنوز نظر تعینات وتخیلات کی شکار ہے، من وتو، ماوشما کے بھید بھاؤ میں لگے ہوئے ہیں۔پس آپ مشرک ہیں اگرچہ کہ با ایمان ہیں۔لیکن یہ حالت انسان کامل کی نہیں ہے۔اس سے ہٹو، بچو، تعینات وتشخصات کو دور کرو تب ہی تم مردانِ خدا کے زمرہ میں داخلہ لے سکتے ہو۔ورنہ پیارے منزل ابھی بہت دور ہے! ؎

اے دوست حجابِ تو کسے نیست، توئی
واندر رہِ تو خار و خس نیست، توئی

تمہارا قالب گوشت چربی ہڈی اور خون کا ہے۔اورتم بہ نسبت اپنے قالب کے نور ونورانی، لطیف ومقدس اور عین علم ومعرفت اور عین جلال و جمال ہو۔لہذا اپنی ذات کو پہچانو اور کوشش کرو۔ قالب اور قالب کی ضروریات میں مشغول مت رہو بلکہ تمہاری ذات ہی تمام خیر کی معدن ہے اور

تم ہی ہر چیز ہو اور تمہارے اندر ہر چیز ہے۔ تم کو ہمیشہ اپنے باطن پر ایسی نظر رکھنی چاہیئے کہ تمہارے باطن کی ہر چیز تمہارے آگے اس طرح ظاہر ہو جائے جیسا کہ ظاہر کی چیزیں تمہارے سامنے آتی ہیں۔ یاد رکھو کہ اشیاء کا ادراک کرنے والا ظاہراً و باطناً حق تعالیٰ ہی ہے۔ ؎

تو خود حجاب توئی حافظؔ از میاں برخیز۔ عارف رومیؒ فرماتے ہیں۔۔۔ ؎

ای برادر یک دم از خود دور شو
باخود آی و غرقِ بحرِ نور شو

اسی خودی کو دور کرنا ہی فقیر کہلانا ہے۔ ع

فقر عریاں گشتن از ہستی بود

مگر افرادِ امت میں ایسے احباب بھی ہیں کہ فقر و فنا بھی ان کے نزدیک ہیچ و پوچ ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے ؎

آناں کہ فنا شیوہ و فقر آئین ست
نے کشف و یقین، نے معرفت، نے دین ست
رفعت او راز میاں ہمیں خدا ماند خدا
الفقراء ذا تم ھو اللہ این ست

ایک صاحب فرماتے ہیں ؎

تا در تو ز پندار تو ہی باقی ست
این فیش کہ بت پرستی باقی ست
گفتی بت ِ پندار شکستم رستم
آں بت کہ بہ پندار شکستی باقی ست

سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ۔

یار نزدیک تر از من مست
این عجب تر کہ من از وئے دورم
چہ کنم یا کہ تو ال گفت کہ او
در کنار من و من مھجورم

الغرض قرب اور بعد تمہاری طرف سے ہی ہے۔ جب تک تم اپنی ذات کو حق سے دور اور جدا سمجھتے رہو گے، حق سے دور ہی رہو گے۔ جب غیریت کو درمیان سے اٹھا دیا قریب ہو گئے۔ حق تعالیٰ نہ تم سے قریب ہے نہ بعید تمہارا امکن و بندہ ہونا باعتبار یقین و تجدد کے ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو متعین و محدود و ملاحظہ کرو گے تو تم ممکن الوجود اور بندہ حق ہو اور اگر اپنی حقیقت کو ملاحظہ کرو گے اور یقین کو نظروں سے اٹھا دو گے تو واجب الوجود ہی رہے گا ۔

گر بگوید جملہ حق ست احمقی ست
در بگوید جملہ باطل آں شقی ست

یاد رکھو کہ عشق، عاشق و معشوق میں ہنوز حجاب ہے،عرفان بھی عارف و معروف کے درمیان حجاب ہے۔ جب نہ حجاب درمیان سے دور ہوگا معقود بلا حجاب تجلی کریگا اور مطلوب بغیر نقاب کے ظاہر ہوگا، یہی کمال ہے اور جس میں یہ بات پیدا ہو وہی انسانِ کامل ہے۔ عالم اس کے زیر حکم ہے اور دنیا اس کی برکت سے قائم ہے۔

یہ کس نے کہا ہے کہ طریقت آسان ہے۔ یہاں تو مسلم کہلانے کے لالے ہیں۔

شہادت گر الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا
(علامہ اقبالؒ)

پھر شریعت و طریقت کی جامعیت کے ساتھ حقیقت و معرفت کا راستہ طے کرنا تو اور بھی سخت مشکل اور کارِ صعب ہے۔

کاریست سخت مشکل اندازۂ حقیقت
از صد ہزار مردم یک مرد راہِ بین ست
سالہا بر دند مرداں انتظار
تا یکے را بار شد از صد ہزار

عارف رومیؒ ایک قصہ بیان کرتے ہیں۔عماری میں سخت پہرہ کے ساتھ،ننگی تلواروں کے سایہ میں لیلیٰ کا جلوس نکلا۔شہر میں غلغلہ ہوا اور ہر شخص بہر نظارہ نکل پڑا۔قیس کی شہرت نے ہر ایک کو لیلیٰ کا مشتاق بنادیا تھا۔لیلیٰ سخت پردہ کے ساتھ گزر رہی تھی،مشتاقان دید،نظر باز،ایک جلوہ کے لئے گر پڑ رہے تھے مگر محروم ۔ ان ہی میں قیس بھی تھا۔ دیوانگی کے ساتھ عشق کی فرزانگی بھی تھی ۔ایک ایسا موقع تھا کہ جوں ہی عماری نظروں کے سامنے آئی سردھڑ کی بازی لگا کر عماری پر چھلانگ لگادی ۔لیلیٰ نے اپنی بے پردگی اور بے حرمتی کے خوف سے جھٹ سے اپنی عماری میں کھینچ لیا گڑبڑ ہوئی پہرہ داروں کے سنبھلنے سنبھلنے تک قیس اندر تھا۔اب اگر اس کو باہر نکالا جاتا ہے تو بڑی بدنامی اور سب کے سامنے لیلیٰ کی رسوائی ہوتی ہے۔ناچار طیش کھا کھا کر پہرہ دار رہ گئے ۔جلوس تو رک نہیں سکتا تھا۔آگے بڑھتا ہی رہا۔تماشائیوں اور خود ساختہ سودائیوں نے گڑبڑ کی وجہ دریافت کرنی چاہی۔کسی کو معلوم ہوا نہ ہوا،سنی ان سنی ہوگئی ۔اور قیس لیلیٰ کے ساتھ پردہ میں !اب آگے جو ہوگا سو ہوگا فی الوقت وہ اپنی لیلیٰ کی باہوں میں !۔۔۔۔۔اور یہ صرف اپنی اپنی ہمت اور سر بازی و جان بازی پر منحصر ہے۔نہ یہاں علم کی قید ہے نہ طاعت کی ،نہ رنگ و نسل کی نہ نسب کی،نہ عربی ہونے پر فخر،نہ عجمی ہونے پر ندامت۔پیا

جسے چاہے سہاگن بنائے، جام اس کا جو بڑھ کر اٹھالے، لیلیٰ اسی کی جو اس عماری پر ہاتھ مارے۔۔۔

بندہ عشق شدی ترک نسب کن جامیؔ

کہ دریں راہ فلاں ابن فلاں چیزے نیست

یہی وجہ ہے کہ حضرت نظام الدین محبوب الٰہیؒ جیسی شخصیت کے قلم سے یہ الفاظ نکل گئے اور مردِ الٰہی کو اپنے معاملہ میں غور کرنا اور دیکھنا چاہئے کہ ذکر و فکر طاعت و عبادت، روزہ و نماز، صلاح و تقویٰ اور خدمت و صحبت سے اس کا کشود کار زیادہ ہوتا ہے یا مستی و بے خودی، قلاشی، وقلندری، آزادی اور آوارگی یا ترکِ خدمت و صحبت سے، اگر پہلا راستہ ہے تب تو واہ واہ اور مرحبا کیونکہ یہ راستہ انبیاء و اولیاء اور صلحاء و اتقیاء کا ہے۔ اگر دوسرے راستہ میں اس کے لئے آسانی و کشادگی ہے تو یہ بھی ٹھیک ہے کہ ان اہل محبت کے لئے یہی صراطِ مستقیم ہے۔ اب زیادہ کیا کہوں۔۔۔

در عالم فقر بے نشانی اَولیٰ

در قصۂ عشق بے زبانی اَولیٰ

